قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات

از

(جناب مولوی عبدالرحمٰن خاں صاحب)

"قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات اور حکمائے اسلام کے شاندار کارنامے" "ندوۃ المصنفین" کی مشہور علمی اور تاریخی کتاب ہے جس پر جناب غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے پچھلے دنوں ریڈیو پاکستان سے ریویو کیا تھا ہم اب اس کو ریڈیو پاکستان اور غلام مصطفیٰ خاں صاحب کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ کی قیمت دو روپے بارہ آنے۔ اور دوسرے حصہ کی قیمت تین روپیہ آٹھ آنے ہے۔ ندوۃ المصنفین۔ جامع مسجد دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

جناب مولوی عبدالرحمٰن خاں صاحب عثمانیہ یونیورسٹی کالج کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ ان کا زیادہ وقت علم و حکمت کی خدمت و تحقیق میں صرف ہوا ہے۔ وہ شروع ہی سے حکمائے اسلام کے علمی کارناموں کو اجاگر کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اسی لئے انھوں نے اپنے علمی تجربات اور تحقیقات کی بنا پر (George sarton .) کو منتخب کیا ہے جس نے اپنے رفقار کے ساتھ تاریخ اور فلسفۂ سائنس پر بڑی مبسوط کتاب کئی جلدوں میں تیار کی تھی۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے اس کتاب سے بھی استفادہ کیا ہے اور حتی الامکان اس کے اصل مآخذوں کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ مسلمان فضلا کے کمالات کا پس منظر بھی پیش کر دیا جائے تاکہ ایک مسلسل اور مربوط خاکہ ذہن نشین ہو جائے قرونِ وسطیٰ کی سائنس سے پہلے قدیم سائنس پر ایک باب باندھا ہے۔ اور یونان کی سائنس کا علمی جائزہ لیا ہے پھر

یونان کی تہذیب کا روما اور مسیحی تہذیب سے مقابلہ کیا ہے۔ اس کے بعد مسلم ہئیت الافلاک۔ عربی علم اللسان۔ ریاضیات۔ کیمیا۔ حیاتیات۔ طب۔ تاریخ۔ دینیات۔ ہندسہ۔ جبر و مقابلہ۔ جغرافیہ اور ارضیات وغیرہ علوم پر مسلمانوں کے احسانات کا جائزہ لیا ہے۔ اور جابر ابن حیّان۔ یعقوب ابن اسحٰق الکندی۔ الخوارزمی۔ الفرغانی۔ ابوزکریا الرازی۔ ابوالنصر الفارابی۔ ابراہیم ابن سنان المسعودی۔ الطبری۔ البیرونی۔ ابن سینا۔ الغزالی عمر الخیامی وغیرہ مشہور اور غیر مشہور لیکن خاص فضلار کا تذکرہ اور ترجمہ ہے۔

پہلے حصہ میں ۱۱۰۰ء تک جائزہ ہے۔ اسی ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مغرب کے مستشرقین نے مشرق کے ماہران سائنس اور فلاسفہ کی طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ اور افسوس ہے کہ مسلمان علمار نے بھی اس معاملہ میں بڑی بے اعتنائی برتی ہے۔ یہ سوال کہ اس دور میں مغربی اقوام۔ علم و حکمت کے میدان میں کیوں پیچھے رہیں۔ اس کا جواب جارج سارٹن نے یوں دیا ہے کہ روما کے اصول افادیت عامہ کے بعد عقاید دینی کی بہر کیف تائید کا جذبہ پیدا ہوا۔ لیکن دینیات کا ایسا سخت تسلط ہوا کہ عرصہ دراز تک سائنس کے حقیقی احیار کی کوئی امید نہ تھی۔ اس کے برعکس مسلمانوں نے یونانی۔ ایرانی اور ہندی مآخذوں سے استفادہ کر کے تحقیق میں شغف پیدا کر لیا۔ اور مختلف علوم میں بلند پایہ تحقیقات پیش کیں۔

سارٹن نے پھر یہ بھی لکھا ہے کہ جب مسلمانوں پر مذہبی جذبات کا غلبہ ہوا تو انھوں نے بھی اہل مغرب کی طرح بلکہ اُن سے بھی زیادہ سائنس کے علوم سے بے نیازی برتنی شروع کی اور آخر کار ان علوم میں مغرب سے پیچھے رہ گئے۔

مسلمانوں نے آٹھویں صدی کے وسط سے گیارہویں صدی کے آخر تک دوسرے تمام مذاہب اور اقوام پر سبقت لے جانے کا قطعی ثبوت پیش کیا تھا۔ لیکن زمانۂ عروج میں عام مسلمانوں کو اپنے اس امتیاز کا احساس نہیں ہوا۔ عیسائیوں کو بھی اس وقت اس کا احساس ہوا جب کہ مسلمان پستی کی طرف جا رہے تھے

سارٹن لکھتا ہے کہ بارہویں صدی میں یورپ کے عیسائی اور یہودی علماء نے عربوں کی سائنسی تحقیقات اور تحریرات سے پورا استفادہ کیا۔ اور کامل ایک صدی تک ان کی شاگردی کی اور باوجود انحطاط کے مسلمانوں کے انکشافات اور ان کے علم و حکمت کی تحقیقات کا معیار تیرہویں صدی تک دوسری قوموں سے کافی بلند رہا۔ تیرہویں صدی کے ختم تک عیسائی قوموں کا احساس کمتری مسلمانوں کے مقابلہ میں بتدریج رفع ہوگیا۔

۱۱۰۰ء سے ۱۲۵۰ء تک عربی سے لاطینی اور عبرانی زبانوں میں منتقل ہوگئے۔ مشرق میں ہندو اور چینی جاپانی تمدن بھی ساتھ ساتھ جاری تھے۔ لیکن وہ بھی عربی تمدن سے بے نیاز نہیں تھے۔ ان پر بھی مسلمانوں کے علوم و فنون کا گہرا اثر تھا۔

بہرحال یہ کتاب سارٹن کی کتاب سے ماخوذ ہے۔ اور بہت بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے۔ عبدالرحمٰن صاحب نے جگہ جگہ تشریحی فوائد بھی دئے ہیں۔ اور تمام علوم و فنون کی تاریخ کے ذیل میں ماہرین کے تراجم بڑی عمدگی کے ساتھ پیش کئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تالیف کو ترجمہ کے سہارے چلنا پڑا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ گوناگوں اور مختلف علوم و فنون کی اصطلاحات کو اردو زبان میں منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے کہ انھوں نے ایک غیر زبان کی کتاب اردو میں اس طرح منتقل کی اور ایسا کام کیا کہ ان علوم میں خاص ادراک رکھنے والا ہی کرسکتا ہے۔ انھوں نے فردوسی کے ایک شعر میں تحریف کرتے ہوئے بیچ کہا ہے کہ۔

بسے رنج بردم دراں لبست سال
عرب زندہ کردم بدیں خوش مقال